احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

مولانا محمد تقی صاحب امینی ناظمِ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

گذشتہ سے پیوستہ

مسلم ممالک میں اسلامی اجتماعیت کے بغیر چارہ نہیں ہے

موجودہ دور میں مسلم ممالک جن حالات سے دوچار ہیں اور طبقاتی کشمکش کی جس منزل پر پہونچے ہوئے ہیں ان میں اگر مذہبی پلیٹ فارم سے انفرادی ملکیت کی آڑ میں سرمایہ داری وجاگیرداری نظام کی تائید و تبلیغ کی جاتی رہی تو لازمی طور سے وہ اشتراکیت کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے جیسا کہ بعض ممالک میں ردِ عمل کے طور پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

مسلمانوں میں اگر لامذہبیت کے دھارے کو روکنا اور مذہبی کاز کو تقویت پہونچانا ہے۔ تو اسلامی اجتماعیت کی تبلیغ کرنی ہوگی، اور بدلے ہوئے حالات کے مطابق اجتماعی تنظیم و تقسیم کا نظم قائم کرنا پڑے گا۔

اگر وقت کی اس ضرورت و نزاکت کو ملحوظ نہ رکھا گیا اور سرمایہ داری وجاگیرداری سے بدستور غذا اور تقویت حاصل کی جاتی رہی تو وہ دن دُور نہیں ہے کہ جو زبانیں آج انفرادی ملکیت کی آڑ میں سرمایہ داری وجاگیرداری کو "اسلامی" ثابت کر رہی ہیں، کل وہی زبانیں اشتراکیت کو اسلامی ثابت کرنے میں پیش پیش ہوں گی۔

جو وسعت اسلام کے نام پر آسکتی ہے اگر مذہبی نمائندے اس کو قبول کرنے کے لئے کسی مصلحت سے تیار نہ ہوئے تو بدترین شکل میں اس سے کہیں زیادہ وسعت آکر رہے گی، نہ تاریخ کی فطری رفتار کو

کوئی بدل سکتا ہے اور نہ کسی کی خواہش و آرزو حالات کے دباؤ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

حکومت کی شکل متعین نہیں ہے

(۲) حکومت۔

قرآن حکیم نے حکومت کی کوئی خاص شکل و صورت متعین نہیں کی ہے بلکہ حیثیت، مقصد اور بنیادی اصول کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ مثلاً:۔

حکومت میں اللہ کا اقتدار ہوگا

(۱) حکومت کی بنیاد اللہ کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کرنے پر ہوگی۔

لَہُ الْمُلْکُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۳۹/۶ اُسی کا ملک ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(۲) عدل و رحمت کے قوانین تمام مخلوق کے لئے یکساں ہوں گے۔

وَھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ ۴۳/۸۴ اللہ ہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔

اللہ کی حکمت عملی منعکس ہوگی

(۳) تنظیم و تقسیم کے قوانین میں صرف اللہ کی حکمت عملی منعکس ہوگی جس طرح باران رحمت عام ہوتی ہے اور ہر شئی اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق مستفید ہوتی ہے اسی طرح ذرائع و مواقع سب کے لئے مہیا ہوں گے اور مقررہ نظم و عدل کے ساتھ سب مستفید ہو سکیں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۱۶/۹۰ بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

کلام عرب میں عدل اور احسان کے دو لفظ نہایت وسیع اور جامع ہیں، چنانچہ فقہ میں ہے:

اجمع آیۃ فی القرآن للحث علی المصالح کلھا والزجر عن المفاسد باسرھا [1] اس آیت میں تمام مصالح کے حصول اور مفاسد کے دفعیہ پر ابھارا گیا ہے۔

دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو رحمت عامہ کے ظہور سے تعبیر کیا گیا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۲۱/۱۰۷ اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو محض اس لئے بھیجا ہے تاکہ رحمت عامہ کا ظہور ہو۔

اس آیت کے ضمن میں ہے:

فھذا اخبار منہ جل وعلا بان ارسال یہ اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے اس حقیقت کا اعلان ہے

---

[1] القواعد للعز بن عبد السلام از تعلیل الاحکام ص ۲۸۷

الرسول صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للناس ومن الرحمۃ الاذن لھم علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جلب المصالح ودفع المفاسد عنھم ومعلوم ان للناس مصالح تتجدد بتجدد الایام فلو وقف الاعتبار علی المنصوص فقط لوقع الناس فی الحرج الشدید وھو مناف للرحمۃ [1]

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولؐ بنا کر بھیجنا لوگوں کے لئے رحمت ہے اور رسول اللہؐ کی زبانِ مبارک پر جلبِ مصالح اور دفعِ مفاسد کی اجازت دینا رحمت سے ہے۔ یہ معلوم ہے کہ ایام کے بدلنے سے نئے نئے مصالح پیدا ہوتے رہتے ہیں، ایسی حالت میں اگر صرف منصوص ہی کا اعتبار کیا گیا تو لوگ سخت قسم کے حرج میں مبتلا ہو جائیں گے، اور رحمت کے منافی بات لازم آئے گی۔

ہر چیز بطور امانت ہوگی

(۴) کائنات کی ساری چیزیں بطور امانت استعمال کے لئے ہوں گی، اور ہر فرد کی حیثیت "امین" کی ہوگی حتیٰ کہ حکومت خود امانت ہوگی جو دوسری تمام امانتوں کی نگرانی کرے گی۔

ان اللہ یأمرکم ان تؤدّوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ۴/۵۸

بیشک اللہ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اس کے اہل تک پہونچا دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔

اس آیت کے ذیل میں حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں:-

ان ھذا الخطاب لولاۃ الامر ان یقوموا برعایۃ الرعیۃ وحملھم علی موجب الدین والشریعۃ وعدّوا من ذلک تولیۃ المناصب مستحقیھا [2]

آیتِ کریمہ میں حاکموں کو خطاب ہے کہ وہ رعایا کا مکمل بندوبست کریں، دین و شریعت کے مقتضیات کا ان کو پابند بنائیں، "امانات" کی ادائیگی میں یہ بھی شمار ہے کہ "عہدے" صرف ان کے مستحقین کو دیئے جائیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں۔ "وھو کان سبب نزول الآیۃ"[3] (حاکم ہی آیت کے نزول کا سبب ہیں)

---

[1] تعلیل الاحکام ص۲۸۸ [2] اسلام کا زرعی نظام ص۲۹ [3] الجوامع فی السیاسۃ الالٰہیہ ص۳

شورائی طرز کا نظام ہوگا | (۵) حکومت شورائی طرز کی ہوگی اور اہلِ حل وعقد کے مشورہ سے نظم ونسق پر مامور ہوگی۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۴۲/۳۶ ان کے معاملات باہمی مشورہ سے ہوتے ہیں۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے:-

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۳/۱۵۹ اس طرح کے معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کرو۔

(۶) مملکت کے تمام افراد بلا تخصیص حقوق میں مساوی ہوں گے، ذات پات، رنگ ونسل، زبان و وطن مذہب وملّت کی بناء پر کوئی امتیاز نہ ہوگا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۴۹/۱۳ اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور مختلف برادریاں وقبیلے اس لئے بنائے ہیں، کہ آپس میں تعارف ہو (ورنہ اللہ کے نزدیک اصل اعتبار کردار کا ہے) تم میں شریف اور معزز وہ ہے جو پرہیز گار ہو۔

یہ "تنوّع" قدرت کی نشانیوں میں سے ہے نہ کہ فرق وامتیاز کے لئے ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۳۰/۲۲ زمین وآسمان کی پیدائش اور زبانوں و رنگتوں کا اختلاف اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النّاس بنو آدم وآدم خلق من تراب [۱] سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا:

النّاس کلھم اخوۃ [۲] سب انسان بھائی بھائی ہیں۔

---

[۱] طبری۔ [۲] مسلم وابوداؤد۔

سب کے لئے یکساں مواقع ہوں گے

(۷) کائنات کی چیزیں سب کے لئے ہیں اور استحقاق و استفادہ میں سب مساوی ہیں۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۲/۱ — اللہ ہی ہے جس نے تم سب کے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کی ہیں۔

دوسری جگہ ہے:

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۱۵/۲ — تم سب کے لئے ہم نے زمین میں زندگی کے ساز و سامان (وسائل و ذرائع) بنائے اور ان کے لئے بھی جن کو تم روزی نہیں دیتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الخلق کلھم عیال اللہ فاحبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ [1] — تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اللہ کو زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو زیادہ نفع پہونچانے والا ہے۔

(۸) حکومت ذرائع پیداوار کی اس طرح تنظیم و تقسیم پر مامور ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کی صفت رزّاقی کا مظہر ہے اور دینے و لینے کے پیمانہ میں کسی طرح تخصیص و ترجیح کی صورت نہ پیدا ہونے پائے۔

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۱۱/۶ — زمین میں کوئی جانور ایسا نہیں ہے جس کی روزی کا انتظام اللہ پر نہ ہو۔

حضرت علیؓ نے ایک موقع پر فرمایا:

اموالھم کاموالنا دماءھم کدمائنا [2] — ان کے (غیر مسلموں) مال مثل ہمارے مال کے ہیں۔ اور ان کی جانیں مثل ہماری جانوں کے ہیں۔

غیر مسلموں سے تعلقات کی اصل صلح و امن ہے

(۹) غیر مسلموں سے جنگ اور ارتداد کی سزا وغیرہ ان کے ظلم و زیادتی اور بغاوت کی بناء پر ہے نہ کہ کفر و شرک اور اختلافِ مذہب کی بناء پر ہے۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۲۲/۳۸ — جن (مومنوں) کے خلاف ظالموں نے جنگ کر رکھی ہے اب انہیں بھی جنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔

---

[1] جامع صغیر ج ۱ بحوالہ طبرانی [2] نصب الرایہ ج ۲ کتاب السیر۔

دوسری جگہ ہے:

فَاِنْ قَاتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ۲/۱۹۱ اگر وہ تم سے قتل و قتال کریں تو تم بھی ان سے کرو۔

جنگ و سزا کی ضرورت اس لئے ہے کہ:۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا۔ ۲۲/۴۰

اگر اللہ بعض کے ذریعہ بعض کی مدافعت نہ کرتا رہتا تو کسی قوم کی عبادت گاہ زمین پر محفوظ نہ رہتی، خانقاہیں، گرجے عبادت گاہیں مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ سب ڈھا دیئے جاتے۔

فقہ میں ہے:

والقتل اما ان یکون للمحاربۃ کما یقولہ علماءنا او للشرک کما یقولہ الخصم [۱]

اور قتل و قتال یا جنگ کی وجہ سے جیسا کہ ہمارے علماء کہتے ہیں یا شرک کی وجہ سے ہے جیسا کہ فریق مقابل کہتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، علامہ ابن تیمیہؒ کا یہ مسلک ہے:۔

واما من لم یکن من اھل الممانعۃ والمقاتلۃ فلا یقتل عند جمھور العلماء [۲]

جو منع کرنے والے اور جنگ کرنے والے نہ ہوں انہیں جمہور علماء کے نزدیک نہ قتل کیا جائے۔

الٰہی شریعت میں غیر مسلموں سے تعلق کی اصل صلح و امن ہے نہ کہ جنگ و پیکار۔ [۳]

مرتد کی سزا بغاوت کی بنا پر ہے | ارتداد کی سزا کے بارے میں فقہ کی عبارتیں یہ ہیں:

ان القتل باعتبار المحاربۃ [۴] قتل جنگ جوئی کے اعتبار سے ہے۔

دوسری جگہ ہے:

فیقتل لدفع المحاربۃ [۵] قتل کیا جائے جنگ کے دفعیہ کی غرض سے

---

[۱] المبسوط ج ۱۰ ص ۱۳۳ [۲] الجوامع فی السیاسۃ الالٰہیہ ص ۵۵ [۳] حیات ابن تیمیہؒ از ابو زہرہ ص ۵۷۶

[۴] المبسوط ج ۱۰ ص ۱۱۰ [۵] ایضاً۔

ایک اور جگہ ہے:

لان القتل لیس بجزاء علی الردۃ [1]	قتل مرتد ہونے کی سزا نہیں ہے۔

بلاشبہ الٰہی شریعت میں تبدیلِ مذہب اور کفر بڑا گناہ ہے لیکن یہ معاملہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ہے [2] حکومت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے حکومت صرف بغاوت کی بناء پر سزا دے سکتی ہے۔ جس میں مسلم وغیر مسلم کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ جس کی طرف سے بھی بغاوت پائی جائے گی اس کے خلاف کارروائی ضروری ہوگی۔

وقتال التتار ولو کانوا مسلمین ھو	تاتاریوں سے جنگ اگرچہ وہ مسلمان ہیں ایسی ہی ہے
قتال الصدیق مانعی الزکاۃ [3]	جیسے حضرتِ ابوبکرؓ کی جنگ مانعینِ زکوٰۃ سے تھی۔

یمن کے مانعینِ زکوٰۃ نے نفسِ زکوٰۃ سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ مرکز کے حوالہ کرنے سے انکار کیا تھا۔

حتی قالوا واللہ ما کفرنا بعد ایماننا	ان لوگوں نے کہا واللہ ہم نے ایمان کے بعد کفر نہیں کیا
ولکن شححنا علی اموالنا [4]	لیکن اپنے اموال پر حرص کیا ہے۔

جو شخص زکوٰۃ مرکز کے حوالہ نہ کرے وہ بھی باغی ہے اور اس سے قتال واجب ہے:

ولو امتنعوا من ادائھا الی الامام العادل	اگر امامِ عادل کو زکوٰۃ نہ دیں، اس کے وجوب کا اگرچہ
مع الاعتراف بوجوبھا کانوا من بغاۃ	اعتراف کرتے ہوں تو بھی باغیوں میں شمار ہوگا،
المسلمین یقاتلون علی المنع منہ [5]	اور قتال واجب ہوگا۔

حکومت مقصد نہیں ہے | (۱۰) حکومت مقصد نہیں ہے بلکہ وعدۂ الٰہی کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے، ایمان و عملِ صالح کے نتیجہ میں وعدۂ الٰہی یہ ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا	تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عملِ صالح کئے۔
الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ	اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ
کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ	(حاکم) بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو (اسی

---

[1] المبسوط ج ۱۰ ص ۱۱۰ [2] ایضاً۔ [3] الاختیارات العلمیہ ص ۱۷۶ [4] الاحکام السلطانیہ ص ۵۱، [5] ایضاً۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۲۴/۵۵ — بنا پر) خلیفہ بنا چکا ہے اور جس دین کو اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے، اسے مضبوطی کے ساتھ جما دے گا، اور خوف کے بدلہ انہیں امن عطا کرے گا۔

استخلاف اور تمکین فی الارض جس کا آیت میں وعدہ ہے ظاہر ہے کہ وہ حکومت و اقتدار کے بغیر نہیں پورا ہوتا ہے، لیکن پہلے ایمان و عملِ صالح ہے اس کے بعد حکومت و اقتدار ہے

غرض حکومت کے لئے قرآنِ حکیم میں اس قسم کے اشارات ملتے ہیں، طریق کار اور ذرائع وغیرہ کی کوئی تفصیل نہیں ملتی ہے۔ کہ وہ موجودہ طرز کی جمہوری ہو یا صدارتی، شاہی ہو یا فوجی ڈکٹیٹر شپ، اسی طرح انتخاب کی کیا شکل ہو، شورائی نظام کا انعقاد کس طرح ہو وغیرہ ؟

قرآنِ حکیم کو مقصد اور بنیادی اصول سے بحث ہے — قرآنِ حکیم کو اصل بحث مقصد اور بنیادی اصول سے ہے جن کی ہر دور میں ضرورت رہتی ہے، ذرائع اور طریق وغیرہ چونکہ حالات و زمانہ کی رعایت سے بدلتے رہتے ہیں، اس بنا پر ان کو حالات و زمانہ ہی پر چھوڑ دینا مناسب تھا۔

بالفرض اگر زمانۂ نزول میں کسی ایک طریقہ اور ذریعہ کی نشان دہی کر دی جاتی تو بعد میں حالات کی تبدیلی سے اس میں تبدیلی ناگزیر ہوتی اور پھر قرآنِ حکیم کے ثبات و دوام کی کوئی صورت نہ باقی رہتی ؟

اس تبدیلی کی طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے:

الناس اشبه بزمانهم ومن اسلافهم [۱] — اپنے اسلاف کے مقابلہ میں لوگ اپنے زمانہ کے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔

تنظیم و تقسیم میں حکومت کے اختیارات پر حد بندی نہیں ہے — قرآنِ حکیم نے جس طرح حکومت کی شکل و صورت متعین نہیں کی ہے اسی طرح تنظیم و تقسیم میں حکومت کے اختیارات پر بھی کوئی حد بندی نہیں قائم کی ہے، بلکہ حالات و زمانہ کی رعایت سے عمومی اور کلی انداز اختیار کیا ہے، جس سے درج ذیل قسم کی وسعت کا ثبوت ملتا ہے

(۱) حکومت کو حق ہے کہ اسراف اور فضول خرچی سے بچانے اور عدل و اعتدال پیدا کرنے کے لئے آمدنی

---

[۱] البیان والتبیین للجاحظ ج ۲ -

واخراجات کی ایک حد مقرر کردے۔

فللدولة ان تستلهم هذا التوجيه القرآني للحد من التبذير والاسراف وحمل الناس على القصد والاعتدال۔ ۱	قرآن نے اسراف وفضول خرچی سے روکا ہے، اور لوگوں کو عدل واعتدال کی زندگی پر اُبھارا ہے، حکومت کو حق ہے کہ ان توجیہات سے وہ حد بندی کا نتیجہ نکالے۔

(۲) سرمایہ کو پھیلانے اور مالداروں سے مال حاصل کرنے کے لئے مصالحِ عامہ کے پیشِ نظر حسبِ صوابدید مختلف طریقے اختیار کرے۔

وتاخذ من الاغنياء ما تقتضيه الشئون العامة ومصالح المسلمين من اموال لمختلف الاساليب ۔ ۲	عام اور خاص مصالح کے پیشِ نظر مختلف طریقوں سے مال وصول کرے۔

(۳) زبردستی اسباب فروخت کرنے کا حکم نافذ کرے۔ چنانچہ علامہ ابن قیمؒ ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وصار اصلا في جواز اخراج الشئ من ملك صاحبه قهراً بثمنه للمصلحة الراجحة ۳	بنا بر مصلحتِ عامہ کسی شخص کے قبضہ سے بذریعہ قیمت زبردستی اس کی چیز نکالنے کے بارے میں یہ حدیث اصل ہے۔

(۴) بے خانماں اشخاص کو جبراً مکان دلوانے کی اجازت ہے، مزدور سے مناسب اجرت پر جبراً کام لینے کی وسعت ہے۔ ۴ (باقی)

۱ الدستور القرآنی ص۱۰۱۔ ۲ ایضاً ص۱۰۱۔ ۳ الطرق الحکمیۃ ص۲۵۹۔ ۴ امام احمد بن حنبل ص۳۹۷۔

بہشتی زیور

سب سے اعلیٰ مکمل و مدلل بہشتی زیور جس کی پُر اہتمام اشاعت سے اس کتاب کی خدمت کا حق ادا ہوا ہے۔ مستند اور ذمہ دار علماء کے حواشی کے ساتھ ـــــ مصنفہ حکیم الامۃ مولانا سید اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ قیمت غیر مجلد -/۱۲ - مجلد چرمی دو جلدوں میں -/۱۵ روپے

ملنے کا پتہ:۔ مکتبۂ بُرہان اُردو بازار جامع مسجد دہلی ۶